وُرودِ سادات فی الهند

مصنف

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین، رئیس التحریر

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

وُرودِ سادات فی الہند

مصنف

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین، رئیس التحریر

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

سعادتِ نشر

بزمِ فیضانِ اُویسیہ (پاکستان)

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

امابعد! اس تصنیف کے آغاز سے پہلے بطور مقدمہ لکھتا ہوں کہ حضور ﷺ کو نہ صرف سادات کی **ھجرت الی الھند** کا علم تھا بلکہ تمام خطۂ ہند نگاہ مصطفیٰ ﷺ میں تھا آپ ﷺ اس کے جملہ کائنات کی طرح ذرہ ذرہ پر آگاہی رکھتے تھے اور رکھتے ہیں اِس موضوع پر مذکورہ بالا الفاظ سے فقیر کا رسالہ ہے اس سے اسی مقدمے میں چند احادیث اور واقعات نقل کرتا ہوں۔

احادیث مبارکہ حدیث اور سیرت کی کتب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سندھ اور ہند کا کسی نہ کسی لحاظ سے عہد رسالت ﷺ سے بھی تعلق رہا ہے۔ آقا نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زبان مبارک سے اس خطۂ کی قوم، اشیاء اور جہاد کے متعلق اظہار ہوا ہے جو باعث رحمت اور برکت ہے۔

(۱) امام نسائی نے سنن میں باب ''غزوۃ الہند'' کے تحت اور امام طبرانی نے مجم میں ''سند جید'' کے ساتھ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت کے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ نے نار جہنم سے محفوظ رکھا ہے۔ ایک وہ گروہ جو ہندوستان میں جہاد کرے گا اور دوسرا وہ گروہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہے گا۔

فائدہ اس زبردست بشارت نبوی ﷺ کے پیش نظر صحابہ کرام ہند کے جہاد میں شرکت کے لیے بیتاب رہتے تھے اور ان کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ وہ اس راہ میں اپنا سب کچھ نثار کر دیں۔ لہٰذا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس خوب صورت خواہش کا سنن نسائی اور مسند امام احمد میں یوں ذکر ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے ہند میں غزوہ کا وعدہ فرمایا ہے اگر میں اس میں شریک ہوا تو اس میں اپنی جان و مال خرچ کر دونگا اگر امام ابن عساکر اور امام ابن کثیر نے بھی غزوۂ ہند کی حدیث کی روایت کی ہے البدایہ والنہایہ میں ہے کہ ''غزوۂ ہند میں حدیث وارد ہوئی ہے جسے حافظ ابن عساکر وغیرہ نے روایت کیا ہے۔'' البدایہ والنہایہ صفحہ ۹۵ ظہور معجزہ مذکورہ پیشگوئی پہلی دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ و حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں پوری ہوئی جب تین جلیل القدر صحابہ کرام حضرت حکم بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان بن ابوالعاصی رضی اللہ عنہ اور مجاشع بن مسعود سلمی رضی اللہ عنہ نے کرمان اور بلوچستان میں جہاد کی کاروائیاں کیں۔

فائدہ جاٹ قوم کا تعلق سندھ سے بھی ہے۔ صحیح بخاری شریف میں حدیث معراج میں آپ ﷺ نے حضرت موسیٰ

علیہ السلام کو جاٹوں سے تشبیہ دی۔اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ ہند سندھ کے لوگوں سے اچھی طرح واقف تھے۔

ام المؤمنین سندھی لباس میں ﴿ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سندھی کپڑے زیب تن فرمائے تھے۔ (لسان العرب)

فائدہ ﴿ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ دیکھنے والے نے ان کے جسم پر چار سندھی کپڑے دیکھے خیال یہ ہے کہ یہ یمنی چادریں تھیں۔

(لسان العرب صفحہ ۲۲۳ جلد ۳)

تعلقات عرب اور ہندوپاک ﴿ مشہور مورخ یاقوت حموی نے معجم البلدان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں صحابی رسول ﷺ حضرت حکم رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سندھ کے شہر دیبل کی فتح کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔''

دیبل سندھ کا ایک شہر بحرِ ہند کے ساحل پر واقع ہے اور عثمان ابن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کو یہاں بھیجا جنہوں نے اسے فتح کیا''

(معجم البلدان جلد ۳ صفحہ ۴۸۱)

عہد رسالت ﷺ میں ہند و سندھ کی بہت ساری اشیاء استعمال میں لائی جاتی تھیں مثلاً مشک، کافور، زنجبیل، عود، قرنفل، فلفل، تلواریں، کپڑے وغیرہ۔ قرآن وسنت میں ان کے نام موجود ہیں۔ مشہور صحابی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں جاٹوں کا ذکر ہے۔ بعض اشعار سے پتہ چلتا ہے کہ مکہ میں ہندوسندھ کے کاریگر تلواریں بناتے تھے۔ ابوطالب کے ایک شعر میں ہندی عورت کا ذکر ملتا ہے ان حالات وواقعات سے پتہ چلتا ہے کہ سندھ وہند کے لوگ عہد رسالت ﷺ سے ہی اسلام کی واقفیت رکھتے تھے اور عرب بھی ان کو جانتے تھے۔

جہاں تک اس علاقہ میں جہاد اسلامی کا تعلق ہے تو اس کے آغاز کا پتہ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت سے ملتا ہے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مذکورہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حکم بن العاص رضی اللہ عنہ ثقفی نے دیبل کو فتح کیا۔ اس سلسلہ میں یہ بات تاریخی نقطہ نظر سے بے حد دلچسپ ہے کہ دیبل کو پہلے جس نے فتح کیا وہ بھی ثقفی ہے اور جس عہد ساز انسان نے بالآخر سندھ کے دارالخلافہ ''اروڑ'' پر رمضان المبارک ۹۳ ہجری کو اسلام کے جھنڈے ہمیشہ کے لئے لہرادیے وہ بھی ثقفی تھا یعنی عمادالدین غازی محمد بن قاسم ثقفی رحمۃ اللہ علیہ۔ اس موقعہ پر وہ مبارک لمحہ یاد آتا ہے جب طائف کے محاصرہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے اہل طائف کے لئے بددعا کے بجائے فرمایا تھا کہ

اگر یہ نہیں پہچانتے تو ان کی اولاد کو ایمان نصیب ہوگا محمد بن قاسم کے بنی ثقیف قبیلہ کی یہ اولاد تھا۔ **لاریب** (بے شک) اس نبوی دعا میں اس کا بھی حصہ تھا۔

(انتباہ) اس دعا سے نبی پاک ﷺ کے متعلق عقیدہ علم غیب کو نہ بھولنا۔ بنی ثقیف خاندان کے اس تاریخ ساز انسان کے مقدر میں اس خوش بختی کے علاوہ نیک نامی و توقیر و عزت کا دوسرا رخ بھی نمایاں ہوتا ہے اور وہ یہ کہ ولید بن عبدالملک اموی کے دور حاکمیت میں دنیا کے تین عظیم جرنیل فتوحات کے لئے روانہ ہوئے طارق بن زیاد نے کشتیاں جلا کر اسپین فتح کیا قتیبہ بن ابا ہلی نے کاشغر پر جھنڈے لہرائے اور محمد بن قاسم نے سندھ کو اسلام کی آغوش میں دیا لیکن انسانی تہذیب کے عروج و زوال کی تاریخ کا طالب علم اس نقطہ پر آ کر ٹھہر جاتا ہے جب دیکھتا ہے کہ آج تیرہ صدیوں بعد اسپین اور کاشغر پر اسلام کی حکمرانی تو کجا قصہ پارینہ بن چکا اور اسپین کے سانحہ پر تو شاعر مشرق نے دل کی وہ صدا بلند کی کہ دماغ چکرا گئے اور کلیجے پھٹنے لگے۔

؎ اے گلستان اندلس ہیں وہ دن یاد تجھ کو
تھا تیری ڈالیوں میں جب آشیاں

اجمال سے تفصیل کی طرف ﴾ سابق صفحات میں خطہ ہند نگاہ مصطفی ﷺ میں اختصار کے طور پر لکھا ہے اب مکمل اور مفصل مضمون ملاحظہ ہو۔

احادیث مبارکہ بالتفصیل ﴾ مستدرک حاکم کی روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ میری اُمت کے لوگ ہندوستان کے کافروں سے جنگ لڑیں گے۔ یہ حدیث یوں شروع ہوتی ہے کہ ''قال وعدنا رسول اللہ غزوۃ الھند.......'' فرمایا کہ اس غزوہ میں شریک ہونے والوں کا بہت بلند مقام ہوگا میری اُمت میں سے جو لوگ ہندوستان کے کافروں سے جنگ لڑیں گے۔

فائدہ ﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے اُمت کے ان مسلمانوں کی بڑی شان بیان فرمائی اور اس کی وجہ سے میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اگر میری زندگی میں یہ موقع آیا تو میں اپنا جان و مال سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کر دوں گا اور اگر اس میں مارا گیا تو صرف شہید نہیں بلکہ افضل ترین شہیدوں میں میرا شمار ہوگا اور اگر جنگ سے زندہ آ گیا پھر بھی جنت ہاتھ میں رہے گی۔ اس حدیث مبارکہ کی مزید تائید حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے ہوتی ہے ان کا کہنا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت کی دو جماعتوں کو اللہ تعالیٰ نے

جہنم کی آگ سے آزاد کردیا ہے۔ایک وہ جماعت جو ہند کے کافروں سے لڑے گی اور دوسری وہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے پران سے مل کر دجال کا مقابلہ کرے گی۔ قصص الانبیاء کی کتابوں اور قدیم تذکروں میں تو یہ بھی لکھا ہے

کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر تشریف لائے تو وہ پہلے ہندوستان کے جنوبی جزیرہ میں آئے اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا عرب میں پہنچیں۔ان دونوں کی ملاقات جدہ میں ہوئی۔عرب اور ہندوستان سے تعلق رکھنے والوں کی یہ پہلی ملاقات تھی جو اس کرۂ خاکی پر وقوع پذیر ہوئی۔

فائدہ اُس وقت حضور ﷺ کی پیشانی میں تھا تو اُس وقت بھی خطۂ ہند نور نبوت سے نوازا گیا۔رسول کریم ﷺ کی ایک اور حدیث بیان ہوتی ہے کہ مجھے ہندوستان کی طرف سے ربانی خوشبو آتی ہے۔فن حدیث کی رو سے ممکن ہے یہ روایت ہے لیکن اس سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامعین یا اس حدیث کے راوی وغیرہ ہندوستان سے بے خبر نہ ہوں گے۔علامہ اقبال نے اپنی نظم میں اس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے کہ

ٹوٹے تھے جو ستارے فارس کے آسماں سے
پھر تاب دے کے جس نے چمکائے کہکشاں سے
وحدت کی لے سنی تھی دنیا نے جس مکاں سے
میرِ عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

ہند و عرب تعلقات کتاب ''عجائب الہند'' میں لکھا ہے کہ جب یہاں کے رہنے والوں کو رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے ایک سمجھدار آدمی کو تحقیق حالات کے لئے بھیجا جب وہ مدینہ منورہ پہنچا تو رسول اللہ ﷺ بلکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی وصال فرما گئے تھے اور خلیفۂ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور تھا انہوں نے شخص مذکورہ پر خاص توجہ فرمائی اور وہ اپنی تشفی کے بعد ہندوستان کی طرف واپس پھیرا۔راستے میں وہ تو داعی اجل کو لبیک کہہ گیا مگر اس کا ایک ہندو نوکر صحیح سلامت لوٹ آیا۔اُس نے رسول اللہ ﷺ ،حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ،حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سارا حال بیان کیا اور ان کے فقیرانہ ودرویشانہ طور طریقوں کا با تفصیل تذکرہ کیا۔اس نے یہ بھی بتایا کہ وہ کیسے متواضع اور منکسر المزاج ہیں اور پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنتے اور مسجد میں سوتے ہیں۔

راجہ کی کہانی ﴾ راجہ بھوج ایک بڑے مشہور حکمران ہوئے ہیں جو پلیا کے باشندے تھے جس کو عام لوگ بھوج پور بھی کہتے ہیں وہاں ایک عمارت رصد خانہ کے نام سے موسوم ہے مگر منتر جنتر اس کا عرف عام ہے وہ بہت پرانی ہے اور فلکیات کے زائچے اور نجوم کے حساب اس پر نقش ہیں۔لوگ کہتے ہیں کہ اسی جگہ راجہ بھوج کے شاہی محلات تھے۔راجہ بھوج شق القمر کے معجزہ سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے تھے ان کا اسلامی نام شیخ عبداللہ تھا ان کے ایمان لانے سے ان کے گھر والے اور سب دوسرے لوگ ان کے مخالف ہو گئے تھے اور وہ ترک وطن کر کے دھاروار (گجرات) جانے پر مجبور ہو گئے اور باقی زندگی انہوں نے سلطنت کو خیر باد کہہ کر یاد الٰہی میں وہیں گزاری۔

بابا رتن ہندی ﴾ یہ بزرگ خود حضورﷺ کی بارگاہ ناز میں حاضر ہو کر ایمان لائے تھے۔رسول اللہﷺ نے اپنے دست مبارک سے چھ کھجوریں ان کو کھلائیں اور ان کے لئے طویل العمر ہونے کی دعا فرمائی اور اپنا پیرہن مبارک بھی عطا فرمایا چنانچہ اس دعا کی تاثیر سے حضرت حاجی بابا رتن کی عمر چھ سو بتیس سال ہوئی۔آپ کا مزار مبارک بھٹنڈہ اسٹیشن کے قریب ریاست پٹیالہ میں ہے۔ان کے مفصل حالات فقیر کی تصنیف ''طویل العمر لوگ'' میں پڑھیئے۔

نوٹ ﴾ مولانا آزاد بلگرامی نے سبحۃ المرجان میں اس طرح کی کئی روایات قلمبند کی ہیں لیکن ان کے علاوہ بھی ماخوذ موجود ہیں۔تحفۃ المجاہدین میں لکھا ہے کہ ''جب ٹراونکور کا مہاراجہ تخت نشین ہو کر تلوار حاصل کرتا تھا تو اسے کہنا پڑتا کہ میں یہ تلوار اس وقت تک رکھوں گا جب تک میرا چچا جو کہ مکہ معظمہ گیا ہے لوٹ نہیں آتا'' بعض روایات مقامی تواریخ اور نسل در نسل منتقل ہونے والی یادداشتوں کے ذریعہ بہم پہنچتی ہیں۔اس کے مطابق پاک و ہند کے خطہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی آمد بھی ثابت ہے۔مشہور ہے کہ کراچی کے غازی عبداللہ شاہ (کلفٹن) بھی اسی نفوس قدسیہ میں سے تھے بتایا جاتا ہے کہ پاکپتن شریف میں بھی ایک گمنام صحابیﷺ کا مقبرہ ہے۔علاوہ ازیں ضلع گجرات کے ایک قصبہ میں تو مستند روایات سے اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی قبور پایۂ تحقیق تک پہنچتی ہے بہر حال اس پہلو پر تمام مؤرخین اتفاق کرتے ہیں کہ موجودہ سندھ میں عہد اسلامی کی سب سے قدیم زیارت گاہ شیخ ابوتراب کا مزار ہے۔بیان ہے کہ شیخ ایک تبع تابعی تھے اور عباسی خلفاء کے عہد حکومت میں ضلع ساکورہ اور اس علاقے کے مضبوط قلعہ تھرہ شہر بکار (بھکر) اور مغربی سندھ کے بعض مواضعات پر قابض تھے آپ کا مزار زیارت گاہِ خاص و عام ہے اور اس کے گنبد پر تاریخ بنا ۱۷۱ھ درج ہے۔

فائدہ ﴾ اسلامی عرب اور خطۂ ہندو پاکستان کا پہلا رابطہ جس کا کتب تواریخ میں ذکر ہے آغاز اسلام کے تھوڑے ہی

حصہ بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہوا تھا۔ مشہور مورخ طبری لکھتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حکم بن عمر و تغلبی رضی اللہ عنہ اسلامی فوج لے کر مکران جارہے تھے کہ راستے میں ایرانی فوج نے ان کا مقابلہ کیا۔ ایرانیوں نے اپنی مدد کے لئے سندھ کے راجا سے فوج منگائی تھی جو عربوں کے خلاف صف آراء ہوئی لیکن ایران اور سندھ کے متحدہ فوجوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور جو مال غنیمت عربوں کے ہاتھ آیا اس میں ہندوستانی ہاتھی بھی تھے۔ اس زمانے میں بحرین کے عرب گورنر عثمان بن ابی العاص الثقفی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اجازت سے ساحل ہند پر ایک لشکر بھیج دیا جو علاقہ بمبی میں مقام تانہ (تھانہ) تک آیا۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ کا ایک انتہائی قابل غور، دلچسپ اور ایمان پرور واقعہ لکھا ہے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم میں سواد بن قارب ہے اس پر خاموشی طاری رہی۔ آئندہ سال آپ رضی اللہ عنہ نے پھر یہی سوال دہرایا۔ میں نے عرض کیا سواد کون صاحب ہیں؟ فرمایا ان کے ایمان لانے کا واقعہ بڑا عجیب وغریب ہے اسی اثناء میں حضرت سواد رضی اللہ عنہ بھی آپہنچے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے سواد اپنے ایمان لانے کا واقعہ بیان کرو۔ سواد رضی اللہ عنہ بولے اے امیر المؤمنین میں ہند میں تھا ایک جن میرے تابع تھا ایک شب میں سویا ہوا تھا اس جن نے مجھے خواب میں آکر کہا اُٹھو اور میری بات غور سے سنو۔ اللہ تعالیٰ نے قبیلہ لوئی بن غالب سے ایک نبی مبعوث فرمایا ہے دوڑو اور اس پر ایمان لے آؤ تین رات یونہی ہوتا رہا۔ اس کے بار بار کہنے سے میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہوگئی اور میں اُونٹنی پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ پہنچا وہاں میں نے دیکھا کہ لوگ حضور پاک ﷺ کے آس پاس حلقہ بنائے بیٹھے ہیں جب حضور ﷺ کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا اے سواد خوش آمدید جو تجھے لے آیا ہے ہم اس کو بھی جانتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے چند شعر نظم کیے ہیں اجازت ہو تو پیش کروں۔ حضور ﷺ نے اجازت فرمائی اور میں نے قصیدہ پیش کیا۔

فائدہ حضرت سواد رضی اللہ عنہ کا یہ تاریخی قصیدہ عربی میں ہے اور نام بھی اسی طرز پر ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے یہ غلام صادق بغرض سیاحت وتجارت ہندوستان تشریف لائے ہوں گے اور پھر واپسی کا ارادہ رد کر دیا ہوگا۔ اس سے عرب وہند میں آمد ورفت اور لین دین کے کئی ثبوت مل جاتے ہیں۔

نوٹ یہ ابتدائیہ صرف اس لئے لکھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی آل اطہار و دیگر اہل بیت نے اس خطۂ ہند کو مشرف فرمایا تو اس سے حضور نبی پاک ﷺ کی خوشنودی ورضا شامل ہوگی یہ خطۂ ہند کی خوش قسمتی ہے کہ اسے آل رسول ﷺ اور دیگر افراد اہلبیت کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا۔

(فالحمد للہ علیٰ ذٰلک)

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم الامین و علیٰ الہ و اصحابہ اجمعین

فقط والسلام

۲۷ ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان

☆......☆......☆

☆......☆

☆

سادات کرام وغیرہ ہم کا خطۂ ہند میں تشریف لانے سے پہلے شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ ہوئی اسی لئے اس کا حال بھی نبی پاک ﷺ جانتے تھے اور اس کے بعد ورودِ السادات فی الہند کو بھی۔ اسی لئے پہلے امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیشگوئی کی حدیث حاضر ہے۔

سیدالشہداء کی شہادت کی پیشگوئی امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی ولادتِ باسعادت کے ساتھ ہی آپ کی شہادت کی خبر مشہور ہو چکی تھی۔ شیر خوارگی کے ایام میں حضور ﷺ نے اُم الفضل رضی اللہ عنہا کو آپ کی شہادت کی خبر دی۔ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا نے اپنے اس نونہال کو زمینِ کربلا میں خون بہانے کے لئے اپنا خون جگر (دودھ) پلایا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے دل بند جگر پیوند کو خاکِ کربلا میں لٹنے اور دم توڑنے کے لئے سینہ سے لگا کر پالا۔ حضرت مصطفیٰ ﷺ نے بیابان میں سوکھا حلق کٹوانے اور راہ خدا میں اپنی جان نذر کرنے کے لئے امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی آغوشِ رحمت میں تربیت فرمایا۔ یہ آغوشِ کرامت ورحمت فردوسی چمنستانوں اور جنتی ایوانوں سے کہیں زیادہ بالا مرتبت ہے اس کے رتبہ کی کیا نیابت اور جو اس گود میں پرورش پائے اُس کی عزت کا کیا اندازہ اس وقت کا تصور

دل نواز دیتا ہے جبکہ فرزندِ ارجمند کی ولادت کی مسرت کے ساتھ ہی ساتھ شہادت کی خبر پہنچی ہوگی ۔سید عالم ﷺ کی چشمۂ رحمتِ چشم نے اشکوں کے موتی برسا دیئے ہونگے۔

اس خبر نے صحابہ کبار رضوان اللہ عنہم اجمعین جان نثاران اہلِ بیت کے دل ہلا دیئے۔اس درد کی لذت حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے دل سے پوچھیئے صدق وصفا کی امتحان گاہ میں سنتِ خلیل ادا کررہے ہیں یہ سب کچھ جاننے کے باوجود والدین کریمین اور دیگر سب محبان امام رضی اللہ عنہ پیارے حسین رضی اللہ عنہ کی یاد اور آپ کے ایصال ثواب سے لوگوں کو محروم رکھنے کی ناپاک کوشش کی جائے چنانچہ اس مکتبہ کے سربراہ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں کہ

''محرم میں ذکر شہادت حسنین علیہما السلام کرنا اگرچہ بروایات صحیح یا آپ کے ایصال ثواب کے لئے سبیل لگانا، شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہے'' فقط

(فتاوی رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۱۴)

ستم ظریفی کا یہ عالم ہے کہ اسی کتاب میں جہاں ''حسینی سبیل'' کو حرام کہا جارہا ہے وہیں ہندوؤں کی خالص سودی روپے کی سبیل کا پانی جائز قرار دیا جارہا ہے تفصیل کے لئے درج ذیل سوال وجواب ملاحظہ ہو۔

سوال ﴾ ہندو جو پیاؤ پانی کی لگاتے ہیں سودی روپیہ صرف کرکے مسلمانوں کو اس کا پانی پینا درست ہے یا نہیں؟

جواب ﴾ اس پیاؤ سے پانی پینا مضائقہ نہیں ہے

(فتاوی رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۱۵)

یہی نہیں بلکہ ہندوؤں کے خاص تہواروں کی اشیاء کو بھی بڑی بے تکلفی کے ساتھ جائز ودرست قرار دیا گیا ہے ملاحظہ ہو

سوال ﴾ ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے اُستاد یا حاکم یا نوکر کو کھیر یا پوری اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا اُستاد یا حاکم ونوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟

جواب ﴾ درست ہے فقط

(فتاوی رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۱۹)

یہ ہے وہابی توحیدی دیوبندی تحقیق کا کرشمہ کہ شہادت حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر حرام، مسلمانوں کے تہوار کا تبرک ناجائز اور بت پرست کافروں کے تہوار کا کھانا جائز، حسینی سبیل حرام اور ہندوؤں کی سبیل حلال ۔نامعلوم وہابیوں کو ان لوگوں کی

کونسی ادا اتنی پسند ہے کہ جس کے باعث وہ ہندوؤں سے اتنے قریب اور مسلمانوں سے اس قدر دور ہیں جس پر قیام پاکستان کا واقعہ بھی شاہد ہے جوکہ سارے کا سارا دیوبند مسلمانوں کی مخالفت اور ہندو کانگریس کی حمایت میں زور وشور سے سرگرم عمل تھا اور میرٹھ میں مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی دیوبندی نے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ دس ہزار جینا اور شوکت اور ظفر جواہر لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کیے جاسکتے ہیں۔

(چمنستان مولوی ظفر علی خان صفحہ ۱۶۵)

اہلسنت ﴿ الحمدللہ اہلسنت وجماعت جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے غلام ہیں اُسی طرح اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بھی نیازمند ہیں۔اسی لئے دیگر ایام میں عموماً اور ماہ محرم میں خصوصاً اہل سنت وجماعت اپنے ایمان کی تازگی کے لئے قرآن خوانی وایصال ثواب کی مجالس کے علاوہ نہایت باوقار طریقے سے جلسہ ہائے عام کا انعقاد کرتے ہیں جن میں حضرات صحابہ واہلِ بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حضور خراجِ عقیدت پیش کیا جاتا ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عظمت اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی فضیلت اور حضرات شہداء کرام بالخصوص سرکار امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ذکر سے برکت حاصل کی جاتی ہے اور کسی ہنگامہ وشور اور ہائے وائے کے بجائے عظمت کے طور پر اُن کی حقانیت وصداقت، ہمت وشجاعت اور صبر واستقامت کا بیان کیا جاتا ہے اور لرزہ خیز یزیدی مظالم کے باوجود اسوۂ حسینی کے پیش نظر جذبات کو قابو میں رکھ کر صبر وسکون کے ساتھ دل سے نیازمندی آنکھوں سے آنسوؤں اور زبان سے دعاؤں کا نذرانہ پیش کیا جاتا ہے۔اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی کے برادر بزرگوار مولانا شاہ حسن رضا خان (قدس سرہما) کیا خوب فرماتے ہیں

بے ادب گستاخ فرقہ کو سنا دے اے حسن
یوں کہا کرتے ہیں سُنی داستان اہل بیت

آپ کا ہی ارشاد ہے کہ

حسن سُنی ہے پھر افراط و تفریط سے کیونکر ہو
ادب کے ساتھ رہتی ہے روش ارباب سنت کی

خداتعالیٰ نے یہ پوری آیت نازل فرمائی"یاایھا النبی ......"الخ ام الحکم بنت حارث بن ہشام نے یہ عرض کی کہ وہ نیکی جس کے بارے میں خداتعالیٰ نے (اس آیت میں) حکم دیا ہے کہ ہم اس میں آپ ﷺ کی نافرمانی نہ

کریں وہ کیا ہے؟ فرمایا وہ یہ ہے کہ تم اپنے رخساروں پر طمانچے نہ مارو، اپنے منہ نہ نوچو، اپنے بال نہ اُکھاڑو، اپنے گریبان چاک نہ کرو، اپنے کپڑے کالے نہ کرو اور ہائے وائے کر کے نہ روؤ۔ پس آنحضرت ﷺ نے انہی باتوں پر جو آیت واحادیث میں مذکور ہیں بیعت لینی چاہی پس اُنہوں نے سوال کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ہم آپ کی بیعت کیوں کر کریں فرمایا میں عورتوں کے ہاتھ سے ہاتھ نہیں ملاؤں گا پھر پانی کا ایک بڑا پیالہ منگا کر آنحضرت ﷺ نے اس میں ہاتھ ڈالا پھر اپنا ہاتھ نکال کر فرمایا تم اپنا اپنا ہاتھ اس پانی میں ڈالو یہی تمہاری بیعت ہے۔

(قرآن مجید مترجم مقبول صفحہ ۱۰۹۹ پارہ ۲۸ سورۃ ممتحنہ رکوع ۸)

قرآن وحدیث کی اس قدر وضاحت وصراحت اور شیعہ مفسرین کی تصریحات کے باوجود کیا اب بھی شیعہ حضرات کو اپنے مروّجہ ماتم مردوزن کے اختلاط، کالے لباس اور سینہ کوبی در کنار گریبان تک چاک کرنے کی ممانعت و عدم جواز میں کوئی شبہ ہے؟ اور کیا یہ تمام ماتمی اُمور صبر وتسلیم کے حکم شرعی اور اُسوہ حسینی واہل بیت کے عمل وتعلیم کے خلاف نہیں ہے؟

ورود سادات کرام فی الھند ﴿ اب ہم سادات کرام کا ورود فی الہند کا مختصر ذکر کرتے ہیں تفصیل کے لئے ضخیم دفاتر چاہیئے۔ اہل فہم حضرات اس اختصار سے تفصیل خود سمجھ جائینگے کیونکہ تاریخ اسلام کی ضخیم کتب عام مل جاتی ہیں اور اہل ذوق حضرات ان کے مطالعہ سے وافر حصہ علمی پاتے ہیں۔

برصغیر میں ورود سادات کے اسباب ﴿ یہ بات تو تاریخ کی ناقابل تردید حقیقت ہے کہ قبلِ اسلام بھی عرب تاجروں کے قافلے سمندری راستوں سے جنوب مشرقی ایشیا میں جنوبی ہند، کھنا، بنگال، برما، ملایا اور انڈونیشیا تک آیا جایا کرتے تھے اسی قسم کے قافلے بعد طلوع اسلام بھی جاری رہے۔ ان قافلوں کی آمد کا واحد مقصد صرف سامان کی خرید وفروخت تھی تاہم یہ بھی ممکن ہے کہ ان مسلمان تاجروں میں سے کسی نے اس علاقے میں مستقل سکونت بھی اختیار کرلی ہو۔ ان مسلمان قافلوں کی آمد کا ثبوت محمد بن قاسم کے ہندوستان پر حملے کے اسباب سے مل جاتا ہے ان تاجروں کے عزائم ملک گیری کے تصور سے قطعی پاک تھے یہی وجہ ہے کہ مقامی آبادیوں کے ساتھ ان کے تعلقات انتہائی خوشگوار اور دوستانہ رہے اور طرفین کے مابین اعتمادی فضا برقرار رہی مگر اس کے برخلاف شمالی ہند میں مسلمان حملہ آوروں کی آمد سے مقامی آبادیوں میں نفرت وحقارت کا جذبہ پیدا ہوا کیونکہ ان حملہ آوروں کے عزائم ہی ملک گیری اور مال غنیمت کے حصول کے آئینہ دار تھے یہ اور بات ہے کہ ان حملہ آوروں نے بزورِ شمشیر صدیوں تک

یہاں اپنی حکومتیں قائم کئے رکھیں۔ مگر صدیوں کے ان روابط وضوابط کے باوجود تمدّن ومعاشرت میں خفیف سی آمیزش کے علاوہ کوئی قابل ذکر پیش رفت نہ ہوئی بلکہ جب جب موقع ملا مقامی راجاؤں نے ان حملہ آوروں کو ملک بدر کرنے کی کوششیں کیں جوان کے باہمی نفاق کی وجہ سے کبھی کارگر ثابت نہیں ہوئیں۔ تاہم مقامی اور غیر مقامی آبادیوں میں اعتماد کی فضا بھی بحال نہ ہوسکی ان کی وجوہات مذہبی کم اور سیاسی زیادہ تھیں مگر جنوبی ہند کے ساحلوں پر آنے والے عرب تاجروں کے عزائم چونکہ مختلف تھے اس لئے وہاں تعصّب کی فضا پیدا نہیں ہونے پائی پھر بعد اسلام جو قافلے تجارت کے لئے انڈونیشیا کے ساحل تک پہنچے وہ اپنے ہمراہ اپنی تہذیب، اپنی معاشرت معاشرے کی تشکیل کا ضامن تھا۔اس نے مقامی آبادیوں کو اپنا گرویدہ بنالیا اور لوگ دنیائے توہمات سے کنارہ کش ہوکر حلقہ بگوش اسلام ہونا شروع ہوگئے۔ برصغیر میں اسلام کا یہی نقطہ آغاز تھا پھر مقامی ہندوؤں میں ذات پات کی تقسیم سے تبلیغِ اسلام میں بڑی مدد ملی غالباً یہی وہ دور تھا جب مسلمان تاجروں کے ہمراہ مبلّغین بھی برصغیر پہنچنا شروع ہوگئے اس کا اجمالی قصہ یوں ہے کہ برصغیر کی بیشتر آبادی اسی تبلیغ کے واسطے سے مشرف بہ اسلام ہوئی۔ پنڈتوں اور برہموں کے قدموں تلے روندی ہوئی اچھوت انسانیت کو دائرۂ اسلام میں اپنی نجات اور صدیوں کی محکومیت سے آزادی نظر آئی کیونکہ شخصی آزادی اور انسانی مساوات کی چند بولتی تصویریں ان کے سامنے تھیں چنانچہ جس سرعت سے مقامی عوام حلقہ بگوش اسلام ہوئے اس کا تصور بھی آج محال ہے۔اس سعادت کا سہرا کسی فردِواحد یا کسی ایک خاندان کے سر نہیں ہاں تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ بیشتر صوفیائے کرام نے وسط ایشیا میں اپنے اپنے مرشدین کے احکام کی تعمیل میں برصغیر کا رخ کیا انہیں معلوم ہوچکا تھا کہ برصغیر کی فضا تبلیغ اسلام کے لئے انتہائی سازگار ہے۔سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ (لاہور)، سید عثمان مروندوی لال شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ (سہون شریف)، سید نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ (دہلی)، سید نصیر الدین چراغ رحمۃ اللہ علیہ (دہلی)، سید معین الدین خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ (اجمیر شریف)، بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ (پاکپتن شریف)، اور سید جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ (اوچ شریف) اور شیخ بہاؤ الدین ذکریا رحمۃ اللہ علیہ (ملتان) وغیرہ کے نام نامی قابلِ ذکر ہیں اور یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ ان میں بیشتر حضرات خانوادۂ سادات کے ہی چراغ تھے۔

اپنے عنوان کلام کے اعتبار سے یہاں یہ بحث بے جا اور بے محل نہ ہوگی کہ مذکورہ صوفیائے کرام کا مسلک سنی حنفی تھا۔اس کی وضاحت کی ضرورت نہیں یہ اظہر من الشمس ہے بہرحال آسمانِ سادات کے یہ روشن ستارے مختلف

تبلیغ دین کے سلسلے میں واردِ برصغیر ہوئے اور یہیں کے ہوگئے پھر حق تو یہ ہے کہ حق تبلیغ میں وارد ہونے والے صوفیائے کرام کے روحانی سلسلے سجادہ نشینی کی صورت میں ہر درگاہ پر آج تک موجود ہیں سوائے چند گدیوں کے ان کے وجود خود ان کی اپنی تاریخ بتاتی ہے اور یہ سلسلے از اول تا حال الحمد للہ سنی حنفی تھے۔

خدمات اسلام از سادات کرام فی الھند ﴿ صوفیائے کرام بسلسلہ تبلیغ اسلام وارد برصغیر ہوئے۔ یہاں کی فضا ساز گار پائی تو تبلیغ کے لئے وسیع میدان میسر آیا پھر برصغیر میں اس وقت کی مقامی آبادی میں نسلی امتیاز کی پالیسی نے تبلیغ کا کام اور آسان بنا دیا اور دینِ اسلام کی مقبولیت میں غیر متوقع طور پر اضافہ ہوا اور ان صوفیائے کرام نے برصغیر کے متعدد مقامات کو اپنا مسکن قرار دیا۔

سلاطین بنی اُمیہ اور سلاطین بنی عباس کے دور میں عزت، ناموس اور جان کے تحفظ کی خاطر سادات عظام دیار بہ دیار ہجرت کرنے پر مجبور رہیں چونکہ برصغیر کی مختلف حکومتوں نے اہل علم ودانش کو سرپرستی بخشی تو ایسی فضا میں سادات کی کثیر تعداد کا برصغیر کی طرف رخ کرنا ایک فطری تقاضہ تھا یہاں ان لوگوں کو ہاتھوں ہاتھ لیا گیا یہی وجہ ہے کہ ان تارکین وطن میں واسطی بھی ہیں اور گردیزی بھی، تبریزی بھی ہیں اور ترمذی بھی، شیرازی بھی ہیں اور اصفہانی بھی، سبزواری بھی ہیں اور گیلانی بھی، مشہدی بھی ہیں اور نیشاپوری بھی، خراسانی بھی ہیں بخاری بھی وغیرہ وغیرہ۔

برصغیر میں ورودِ سادات کی آخری مگر بڑی اہم وجہ جو ہمارے سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان حملہ آوروں سلطان محمود غزنوی، سلطان محمد غوری، احمد شاہ ابدالی اور نادر شاہ درّانی وغیرہ کے لشکروں کے ساتھ پیکران شجاعت بسلسلہ فتوحات برصغیر پہنچے اور بعد از مہمات وفتوحات مناصب عالیہ پر سرفراز ہوئے۔ ان سب کی داستان کے لئے ضخیم تصنیف چاہیئے بقدر ضرورت اتنا کافی ہے۔ اہل اسلام کا احسان فراموش نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ ان کے احسانات نہ صرف خطۂ ہند پر نہیں بلکہ پوری دنیا پر ان کے احسانات محیط ہیں۔ قطع نظر ان کی اسلامی خدمات سے ان کا وجود بھی تمام دنیا کے لئے باعثِ صدرحمت ہے حضرت علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف ''اشرف المؤید فی برکات آل محمد ﷺ'' میں لکھا ہے کہ جب تک ساداتِ کرام کا ایک بچہ بھی دنیا میں موجود ہے قیامت نہیں آئے گی گویا سادات کا وجود امت مصطفیٰ ﷺ کے لئے حفظ وامان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر قوم محدود اور بعض علاقوں میں ہوتی ہے لیکن سادات کرام دنیا کے ہر ملک کے ہر علاقے میں پائے جاتے ہیں ان کا وجود ہر علاقے کی حفاظت کر رہا ہے یہی وجہ ہے کہ ہر ولی اللہ سید کی تعظیم وتکریم اپنے لئے ضروری سمجھتا ہے وہ عملاً کیسا بھی ہو۔ تفصیل فقیر کی کتاب ''تکریم السادات''

پڑھیئے۔

فقط والسلام

۲۷ ربیع الآخر، ۱۴۲۸ھ

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان

☆......☆......☆

☆......☆

☆